واقعہ اسراء و معراج

پروفیسر علی محسن صدیقی ☆

اسراء اور معراج کا مفہوم:۔

جناب رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی کا نہایت اہم واقعہ اسراء اور معراج ہے۔ "اسراء" کے معنی ہیں رات کو چلانے یا لے جانے کے۔ چونکہ آپ ﷺ کا یہ محیر العقول سفر رات کو پیش آیا تھا اس لئے اسے "اسراء" کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو اسی لفظ سے بیان فرمایا ہے **سبحن الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله لنریه من آیاتنا** (۱) یعنی پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی، تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے۔

"معراج" کا مادہ عرج ہے، جس کے معنی ہیں اوپر چڑھنے کے چونکہ حدیث میں آپ ﷺ کا یہ بیان روایت کیا گیا ہے کہ "عرج بی" یعنی مجھے اوپر چڑھایا گیا، اسی لیے معراج کا لفظ استعمال کیا گیا۔ جناب رسول ﷺ کے اس سفر کمال کے دو حصے ہیں، ایک مسجد حرام (مکہ) سے مسجد اقصیٰ (القدس) تک اور دوسرا مسجد اقصیٰ سے ملکوت السموات تک، پہلے حصہ کو اسراء اور دوسرے حصہ کو معراج سے تعبیر کیا گیا ہے۔ غلطی سے بعض راویوں نے ان دونوں سفروں کو دو مختلف واقعات سمجھ لیا ہے جو دو مختلف موقعوں پر پیش آئے تھے، حالانکہ ایک ہی سفر کے دو حصے اور ایک ہی واقعہ کے دو جز ہیں جو ایک ہی شب مین تسلسل سے پیش آئے تھے۔ اس طرح تعدد معراج و اسراء کی روایتیں درست نہیں ہیں۔ (۱)

معارج انبیاء:

اولوالعزم انبیاء علیہم اسلام کو آغاز نبوت کے کسی خاص وقت اور مخصوص ساعت میں یہ منصب بلند حاصل ہوتا ہے اور اس وقت ظاہری محسوسات کی تمام مادی شرائط منسوخ کردی جاتی ہیں اور ارض و سماء کے پوشیدہ مناظر بے حجابانہ ان کے سامنے آجاتے ہیں وہ بارگاہ خداوندی میں پیش ہوتے ہیں اور اپنے اپنے رتبہ کے مناسب مقام پر فائز ہوتے اور مقربان بارگاہ الٰہی میں محبوب ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام اس شرف سے مشرف کیئے گئے تھے۔ (۲)

☆ سابق استاد شعبہ، علوم اسلامی و تاریخ اسلامی، جامعہ کراچی۔

معراج محمدی ﷺ:۔

آنحضرت ﷺ سردار انبیاء اور سید اولاد آدم تھے اس لیے سفر معراج میں آپ کو اس مقام اعلیٰ تک پہنچایا گیا جہاں تک اس سے پہلے کسی انسان کے قدم نہیں پہنچے تھے اور آپ ﷺ کو ان روحانی مناظر کا مشاہدہ کرایا گیا جو اب تک دوسرے مقربان بارگاہ قدس کی حد نظر سے باہر تھے۔

معراج کا وقت اور تاریخ:۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا معراج صرف ایک دفعہ واقع ہوئی اور جمہور علماء کی یہی رائے ہے۔ واقعہ معراج کی تاریخ اور سال کی تعین میں بھی دشواری ہے۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے لکھا ہے کہ صحیح دن اور تاریخ کا پتا لگانا نہایت مشکل ہے، تاہم تمام روایات کی تدقیق وجرح کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ

"ابتدائی راویوں کی کثیر جماعت، جن میں بعض نہایت معتبر اور ثقہ ہیں، اسی جانب ہے کہ یہ ہجرت ربیع الاول ۱ھ سے ایک سال یا ڈیڑھ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ امام بخاری نے جامع صحیح میں گو کوئی تاریخ نہیں بیان کی ہے۔ لیکن ترتیب میں وقائع قبل ہجرت کے سب سے آخر میں اور بیعت عقبہ اور ہجرت سے متصلاً پہلے واقعہ معراج کو جگہ دی ہے اور ابن سعد نے بھی سیرت میں واقعہ معراج کا یہی موقع ترتیب میں رکھا ہے اس سے حدیث اور سیرت کے ان دو اماموں کا یہی منشاء ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہجرت سے کچھ ہی زمانہ پہلے خواہ وہ ایک سال ہو یا اور کچھ کم وبیش، معراج کا زمانہ متعین کرتے ہیں ہمارے نزدیک قرآن مجید سے بھی یہی مستنبط ہوتا ہے کہ معراج اور ہجرت کے بیچ میں کوئی زمانہ حائل نہ تھا بلکہ معراج درحقیقت ہجرت ہی کا اعلان تھا مہینہ کا تعین مشکل ہے، جو لوگ ہجرت یعنی ربیع الاول ۱ھ سے ایک سال پہلے کہتے ہیں، ان کے حساب سے اگر یہ ربیع الاول ادھر شامل کر لیا جائے تو ادھر معراج کا ایک مہینہ ربیع الآخر پڑے گا اور اگر شامل نہ کیا جائے تو ربیع الاول رہے گا اور اگر عام ومشہور اور معمول بہ رجب کی تاریخ اختیار کی جائے تو ہجرت سے ایک سال سات مہینے پیشتر کا واقعہ تسلیم کرنا ہوگا"۔ (۳)

معراج کی صحیح روایات:۔

چونکہ معراج کا واقعہ نہایت اہم ہے، ہماری مادی کائنات سے ماوراء اور انسانی عقل کی سرحد سے بالاتر ہے، اس لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس ضمن میں صحیح روایات پر اعتماد کیا جائے اور مرسل، موقوف، منکر وضعیف روایات سے استناد نہ کیا جائے۔ واقعہ معراج کے راویوں میں پینتالیس (۴۵) صحابہ کے نام آتے ہیں جن سے حدیث، سیرت اور تفسیر کی کتابوں میں روایتیں کی گئی ہیں۔ صحاح ستہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں معراج کا واقعہ مستقلاً بیان کیا گیا ہے جنہیں سات اکابر صحابہ نے روایت کیا ہے، لیکن واقعہ معراج کا مسلسل ومفصل بیان حضرت ابوذر غفاریؓ حضرت مالک

بن صعصعہ اور حضرت انسؓ کا بیان سب سے جامع اور مفصل ہے۔ (۴)

معراج کے واقعات:۔

انہیں مذکور الصدر تین اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی واقعہ معراج کو امام بخاری کی روایت کے مطابق ہم بیان کرتے ہیں۔ ہم نے اس بیان کو کسی قدر اختصار سے قلم بند کیا ہے مگر ضروری تفصیلات قریب قریب سبھی آ گئی ہیں یوں واقعہ معراج کے جوہری اجزاء نمایاں طور پر واضح کر دیئے گئے ہیں۔

آپ ﷺ رات کے وقت کعبہ کے مقام حطیم میں سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھے کہ آپ کی خدمت میں حضرت جبرائیل حاضر ہوئے ان کے ساتھ کچھ فرشتے اور بھی تھے، انہوں نے آپ ﷺ کی بارگاہ الٰہی سے طلبی کا فرمان پہنچایا آپ کے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا، آپ کے سینے کو ہنسلی سے پیٹ تک چاک کیا گیا، شکم مبارک کو آب زم زم سے دھو کر حکمت و ایمان سے بھر دیا گیا۔ اس کے بعد ایک سفید اور طویل جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا، اس کا نام "براق" تھا۔ اس کا قدم حد نگاہ تک پڑتا تھا۔ رسول ﷺ کو اس پر سوار کرایا گیا اور آپ ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کے سفر پر روانہ ہوئے اور جبرئیل آپ کے ساتھ تھے۔ آپ کی سواری بیت المقدس پہنچی۔ آپ براق سے اترے اور مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کی۔ وہاں آپ ﷺ کے سامنے دو پیالے لائے گئے ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ ۔ آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ یہ دیکھ کر جبرائیل نے کہا الحمد اللہ کہ خدا نے آپ کی فطرت کی طرف رہنمائی کی یہاں سے جبرئیل نے دربانوں سے دروازہ کھلوایا اور آپ ﷺ کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوئے۔ یہاں رسول اللہ ﷺ نے ایک صاحب کو دیکھا جن کے دائیں بائیں بہت سی پرچھائیاں تھیں" جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھتے تو ہنستے اور خوش ہوتے اور جب بائیں جانب دیکھتے تو روتے اور رنجیدہ ہوتے۔ آنحضرت کے دریافت کرنے پر جناب جبرئیل نے بتایا کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں، دائیں بائیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔ دائیں جانب کی روحیں ان کی صالح اولاد کی ہیں اور جنتی ہیں جب وہ ان کی طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہو کر ہنستے ہیں اور بائیں جانب کی روحیں ان کی بدکار اولاد ہیں اور یہ سب دوزخی ہیں۔ جب حضرت آدمؑ ان کی طرف دیکھتے ہیں تو افسوس ہوتا ہے اور روتے ہیں ۔ جبرائیل نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ انہیں سلام کریں، چنانچہ آپ نے سلام کیا، اور حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کو دعائیں دیں۔ اس کے بعد جبرئیل آپ کو دوسرے آسمان پر لے گئے دربانوں نے دروازہ کھولا اور آپ اندر داخل ہوئے۔ یہاں آپ کو دو صاحبان ملے، پوچھنے پر جبرئیل نے بتایا۔ یہ حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہیں۔ ان دونوں سے سلام و دعا ہوئی۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل آپ کو تیسرے آسمان پر لے گئے دربانوں نے دروازہ کھولا اور آپ اندر تشریف لے گئے۔ یہاں جن صاحب سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی وہ حضرت یوسف علیہ

السلام تھے۔ ان سے بھی سلام و دعا ہوئی اس کے بعد حضرت جبرئیل آپ ﷺ کو چوتھے آسمان پر لے گئے دربانوں نے دروازہ کھولا اور آپ ﷺ حضرت جبرئیل کے ہمراہ اندر داخل ہوئے۔ یہاں حضرت ادریس سے جبرائیل نے آپ کی ملاقات کرائی، آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور خوش آمدید کہا یہاں سے حضرت جبرئیل آپ کو پانچویں آسمان پر لے گئے یہاں حضرت ہارون علیہ السلام نے آپ کو مرحبا کہا۔ یہاں سے آپ ﷺ کو حضرت جبرائیل چھٹے آسمان پر لے گئے آپؐ اندر داخل ہوئے یہاں ایک صاحب جو دراز قد اور گندمی رنگت کے تھے ملے جبرائیل نے بتایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں آنحضرت ﷺ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے یہاں بھی دربانوں نے دروازہ کھولا اندر داخل ہوئے۔ یہاں آپ نے ایک مرد بزرگ کو دیکھا جو آپ کے ہم شبیہہ تھے اور بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر حضرت جبرائیل نے بتایا کہ یہ آپ کے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ آپ نے انہیں سلام کیا اور پدر محترم نے دعا دی، پسر بلند اختر کو خوش آمدید کہا اور اظہار مسرت کیا۔

اس کے بعد آپ ﷺ کے لیے بیت المعمور کو بلند کیا گیا اور آپ کو جناب جبرئیل سدرۃ المنتہیٰ تک لائے۔ یہ مقام نیچے سے اوپر جانے والوں کی آخری حد اور اوپر سے نیچے آنے والوں کی پہلی حد ہے۔ یہاں شان خداوندی کا ظہور اور ہر سمت جلوہ ربانی کا پرتو تھا۔ یہاں پہنچ کر حضرت جبرئیل اپنی اصلی صورت میں آپؐ کے سامنے نمودار ہوئے۔ پھر شاہد مستور ازل نے چہرے سے پردہ اٹھایا اور خلوت گاہ راز میں ناز و نیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے جن کی لطافت و نزاکت الفاظ کے بوجھ کی متحمل نہیں ہوسکتی۔

اس وقت بارگاہ الٰہی سے آپ اور آپ کی امت پر پچاس وقت کی نماز فرض کی گئی۔ آپ ﷺ واپس ہوئے تو حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ملا۔ آپؐ نے فرمایا کہ پچاس وقت کی نماز فرض کی گئی ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا آپ کی امت ہر روز پچاس وقتوں کی نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی، آپ اللہ تعالیٰ سے اس میں تخفیف کرائیں۔ چنانچہ آپ نے جاکر اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کی۔ وہ قبول ہوئی اور تین یا پانچ بار کی درخواستوں کے بعد روزانہ پانچ وقتوں کی نماز رہ گئی بارگاہ قدس سے واپسی پر آپ ﷺ کو مقامات اعلیٰ، جنت و دوزخ کی سیر کرائی گئی۔ اور آپ کو متعدد آیات الٰہیہ و نشانات قدسیہ دکھائے گئے۔ اس کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا۔

آپ مسجد اقصیٰ تشریف لائے، یہاں نماز فجر کی صفیں کھڑی تھیں، چنانچہ تمام انبیاء نے آپؐ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اس معراج کے سفر میں فرضیت نماز پنج گانہ کے علاوہ آپ ﷺ کو بارگاہ الٰہی نے دو عطیے مرحمت فرمائے گئے۔ ایک سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں جن میں اسلام کے عقائد و ایمان کی تکمیل اور دور مصائب کے خاتمہ کی بشارت ہے۔ دوسرا عطیہ یہ ملا کہ امت محمدی میں سے ہر شخص جو شرک کا مرتکب نہ ہوا وہ کرم خداوندی و مغفرت الٰہی سے سرفراز

ہوگا۔ ان تمام منازل کے طے کیے جانے کے بعد آپ ﷺ مسجد حرام میں صبح کے وقت بیدار ہوئے۔ (۵)

واقعہ معراج کا بیان جو سطور بالا میں پیش کیا گیا وہ صحیحین کی روایات کے مطابق ہے لیکن دوسری سیر وحدیث کی کتابوں میں جو واقعات بیان کیے گئے ہیں وہ مؤثق ومعتبر نہیں ہیں بلکہ ان میں سے بعض قصے اور اضافے تو سرتاپا لغو اور باطل ہیں، اس لیے ہم نے انہیں قلم زد کر دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ صحیح روایات سے ثابت واقعہ سپرد قلم کیا جائے۔

تکذیب کفار:۔

خانہ کعبہ کے آس پاس روسائے قریش کی نشست رہتی تھی۔ آپ ﷺ بھی وہیں مقام حجر میں تشریف فرما تھے۔ صبح کے وقت ان سے واقعہ معراج کو بیان کیا تو ان کو سخت تعجب ہوا اور انہوں نے آپ کی تکذیب کی۔ قریش تاجر تھے۔ بیت المقدس آتے جاتے رہتے تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ آنحضرت ﷺ کبھی بیت المقدس نہیں گئے ہیں۔ اس لیے انہوں نے آپ سے بیت المقدس کے نقشے اور اس کی ہیئت کے بارے میں طرح طرح کے سوالات کرنے شروع کر دیئے، آپ نے انہیں صحیح صحیح جواب دیئے، لیکن پھر بھی انہوں نے آپ کی تصدیق نہ کی۔

حضرت ابوبکر صدیق کی شان تصدیق:

کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ کی صرف تکذیب ہی نہ کی، بلکہ وہاں سے اٹھ کر حضرت ابوبکر کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ انہوں نے سن کر کہا کہ اگر واقعی محمد ﷺ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے تو ضرور سچ ہوگا۔ میں تو روزانہ سنتا ہوں کہ آپ کے پاس آسمان سے پیغام آتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ (۴)

معراج جسمانی تھی یا روحانی:۔

آخر میں اس اختلاف کا ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ معراج جسمانی تھی یا روحانی، حالت بیداری میں تھی یا عالم خواب میں جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ معراج روحانی اور عالم خواب کی کیفیت تھی ان کے دو استدلال ہیں ایک قرآن کی سورۃ الاسراء کی اس آیت سے جس کا خاص تعلق اسی واقعہ معراج سے ہے۔

وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس (الاسراء، آیت ۶۰)

اور ہم نے جو رؤیا تمہیں دکھایا، اس کو ہم نے لوگوں کے لیے صرف آزمائش بنایا ہے"۔

چونکہ عربی زبان میں عام طور سے "رویاء" کے معنی "خواب" کے ہیں، اس لیے ان لوگوں کا یہ استدلال ہے کہ معراج خواب کا واقعہ تھا۔ قائلین رویاء ومعراج روحانی کا دوسرا استدلال ان دو حدیثوں پر ہے جنہیں محمد بن اسحاق کے واسطہ سے حضرت معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ سے روایت کیا گیا ہے جس میں اس بات کی تصریح ہے کہ یہ دونوں حضرات معراج کو روحانی اور رویائے صادقہ کہتے تھے۔ مگر یہ دونوں استدلال کم زور اور بے وزن ہیں محولہ

بالا آیت قرآنی سے متعلق صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں یہ تصریح ہے کہ اس آیت میں "رویاء" کے معنی "مشاہدہ چشم" کے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ واقعہ معراج خواب نہ تھا بلکہ آنکھوں کا مشاہدہ تھا۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

قال هی رویاء عین اریها رسول الله ﷺ لما اسری به الی بیت المقدس

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ رویاء آنکھ کا مشاہدہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا جب آپ کو رات کے وقت بیت المقدس لے جایا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس عربی لغت کے اساطین میں شمار ہوتے ہیں اور اس ضمن میں ان کا قول حجت ہے اس کے علاوہ عربی زبان میں اس کی متعدد مثالیں بھی موجود ہیں مثلاً مشہور شعراء راعی اور متنبی کے اشعار ہیں۔

جہاں تک معراج کے روحانی اور خواب ہونے کی تائید میں حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ کی حدیثیں پیش کی گئی ہیں ان کے سلسلہ اسناد منقطع اور راوی مجہول ہیں اس لیے وہ درجہ استناد سے ساقط ہیں۔ (۷)

جمہور علماء محدثین و متکلمین کا مذہب یہی ہے کہ معراج جسمانی تھی اور بیداری کی حالت میں ہوئی تھی۔ بقول علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم "میرے نزدیک معراج کے بحالت بیداری کے ثبوت کا صاف اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ کلام کا فطری قاعدہ یہ ہے کہ جب تک متکلم اپنے کلام میں یہ ظاہر نہ کر دے کہ یہ خواب تھا تو طبعاً یہی سمجھا جائے گا کہ وہ واقعہ بحالت بیداری پیش آیا۔ قرآن پاک کے ان الفاظ میں **سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا** (پاک ہے وہ جو اپنے بندہ کو ایک رات لے گیا) میں کسی خواب کی تصریح نہیں ہے، اس طرح حضرت ابو ذر کی صحیح ترین روایت میں بھی اس کی تصریح نہیں اس لیے بلاشبہ یہ بیداری ہی کا واقعہ سمجھا جائے گا اور یہی جمہور امت کا عقیدہ ہے اور وہ بھی بجسم۔ اسی طرح صحیح احادیث میں بھی خواب کی تصریح نہیں۔ اس لیے زبان کے محاورہ عام کی بناء پر اس کو بیداری کا واقعہ سمجھا جائے گا۔ (۸)

اس کے علاوہ قرآن مجید کے الفاظ سے خود اس بات کا پتا چلتا ہے کہ "اسراء" کا یہ واقعہ بڑا خارق عادت واقعہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی غیر محدود قدرت سے رونما ہوا۔ ظاہر ہے کہ خواب میں کسی شخص کا اس طرح کی چیزیں دیکھ لینا یا کشف کے طور پر دیکھنا یہ اہمیت نہیں رکھتا کہ اسے بیان کرنے کے لیے اس تمہید کی ضرورت ہو کہ تمام نقائص سے پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ کو یہ خواب دکھلایا یا کشف میں یہ کچھ دکھایا۔ پھر یہ الفاظ بھی کہ ایک رات اپنے بندے کو لے گیا۔ جسمانی سفر پر صراحتاً دلالت کرتے ہیں۔ خواب کے سفر یا کشفی سفر کے لیے "لے جانے" کے الفاظ کسی طرح موزوں نہیں ہو سکتے لہٰذا ہمارے لیے یہ ماننے بغیر چارہ نہیں کہ یہ محض ایک روحانی تجربہ نہ تھا، بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا، جو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرایا۔ (۹)

معراج سے متعلق شاہ ولی اللہ کے افکار:۔

ہم اس بحث کو امام شاہ ولی اللہ دہلوی کے الفاظ پر ختم کرتے ہیں۔شاہ صاحب محدث بھی ہیں، متکلم بھی ہیں اور صاحب باطن صوفی بھی، ان کے ہاں حال بھی ہے اور قال بھی۔

آپ ﷺ کو معراج میں مسجد اقصیٰ لے جایا گیا۔پھر سدرۃ المنتہیٰ اور جہاں جہاں اللہ نے چاہا آپ کو لے جایا گیا اور یہ تمام جسم پاک کے لیے بیداری کی حالت میں ہوا۔لیکن اس مقام میں جو عالم مثال اور عالم ظاہر کے درمیان ہے۔اور جو دونوں عالموں کے احکام کا جامع ہے، اس لیے جسم پر روح کے احکام ظاہر ہوئے، اور روح پر معاملات روحانی جسم کی صورت میں نمایاں ہوئے۔اس لیے ان واقعات میں سے ہر واقعہ کی ایک تعبیر ظاہر ہوئی اور اسی طرح کے واقعات حضرت حزقیل اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے لیے ظاہر ہوئے تھے اور اسی طرح کے واقعات اولیا امت کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کے درجہ کی بلندی مثل اس حالت کے ہوتی ہے جو رویاء میں ان کو معلوم ہوتی ہے۔" واللہ اعلم "۔

اس کے بعد شاہ صاحب نے معراج کے مشاہدات میں سے ایک ایک کی تعبیر کی ہے۔وہ معراج کو عالم برزخ کا واقعہ بتا کر، معراج کے تمام واقعات کی تشریح فرماتے ہیں۔جسے ان کی مشہور کتاب حجتہ اللہ البالغہ جلد دوم صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷ میں دیکھا جا سکتا ہے، یہاں اس کے اعادہ کی گنجائش نہیں ہے۔(۱۰)

معراج میں جو ہدایات دی گئیں:۔

معراج کے سفر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ دنیا کو جو پیغام دیا وہ اس سورہ الاسراء کی آیتوں میں محفوظ ہے۔اس پیغام کو اس تاریخی پس منظر میں دیکھنا چاہیئے یہ ہدایات ہجرت مدینہ سے ایک سال پہلے دی گئی تھیں اور انہیں اصول کے مطابق ہجرت کے بعد مدینہ میں ایک اسلامی ریاست کی تشکیل ہونی ہے اور انہیں کو حکومت الہیہ کی بنیاد بنا کر کام کرنا ہے۔یہ اصول چودہ (۱۴) ہیں۔ہم انہیں ترتیب وار بیان کرتے ہیں۔

۱) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کے علاوہ کسی کی اطاعت نہ کی جائے

۲) انسانی حقوق میں سب سے اہم حق والدین کا ہے۔اولاد کو ان کا خدمت گزار ہونا چاہیئے۔

۳) اجتماعی زندگی میں تعاون، حق شناسی اور ہمدردی کا جذبہ کارفرما رہنا چاہیئے ہر ضرورت مند دوسرے انسانوں سے مدد پانے کا حقدار ہے، ہر مسافر کی مدارات کی جائے اور ہر قرابت دار دوسرے قرابت دار کا مددگار و ہمدرد ہو۔

۴) لوگ اپنی دولت کو غلط طریقوں سے ضائع نہ کریں۔عیاشی، ریاکاری اور فسق و فجور میں اسے صرف نہ کریں اور فضول خرچی سے بچیں۔

۵) دولت کے معاملہ میں اعتدال سے کام لیں، بخل سے دولت کی گردش کو روک نہ دیں اور اسراف سے معاشی قوت کو برباد نہ کریں۔

۶) اللہ نے رزق کا جو نظام قائم کیا ہے، آدمی اپنی تدبیروں سے اس میں دخل انداز نہ ہو۔ اللہ نے اپنے بندوں کو رزق میں مساوی نہیں رکھا ہے بلکہ ان کے درمیان فرق رکھا ہے صحیح معاشی نظام وہی ہے جو اللہ کے مقرر کردہ طریقہ سے قریب تر ہو۔

۷) بچوں کی پیدائش اس ڈر سے روک دینا کہ کھانے والے بڑھ جائیں گے اور معاشی وسائل تنگ ہو جائیں گے، بہت بڑی غلطی ہے۔

۸) زنا عورت اور مرد کے تعلق کی نہایت مکروہ صورت ہے۔ معاشرہ میں اس کے اسباب کا سدباب ہونا چاہیئے اور اسے بند ہونا چاہیئے۔

۹) انسانی جان کو اللہ نے قابل احترام ٹھہرایا ہے، کسی کو نہ اپنی جان ضائع کرنے کا حق ہے اور نہ کسی دوسرے کی۔ اللہ کی مقرر کی ہوئی یہ حرمت اسی وقت ٹوٹ سکتی ہے جبکہ اللہ ہی کا مقرر کردہ کوئی حق اس کے خلاف قائم ہو جائے۔ پھر حق قائم ہونے کے بعد بھی خوں ریزی اسی حد تک ہونی چاہیئے جہاں تک حق کا تقاضا ہو۔

۱۰) یتیموں کے حقوق کی اس وقت تک حفاظت ہونی چاہیئے جب تک وہ خود اپنے معاملات کو سرانجام دینے کے قابل نہ ہو جائیں۔ ان کے مال میں کوئی ایسا تصرف نہیں ہونا چاہیئے جو خود ان کے مفاد میں نہ ہو۔

۱۱) عہد و پیمان کی پاسداری کرنی چاہیئے خواہ وہ افراد کے مابین ہو یا اقوام کے درمیان۔ معاہدوں کی خلاف ورزی نہ کرنی چاہیئے۔

۱۲) ناپ تول اور پیمانے صحیح رکھے جائیں۔

۱۳) ایسی بات کے درپے نہ ہو جس کے صحیح ہونے کا تم کو علم نہ ہو، اپنی سماعت، بینائی، نیتوں اور خیالوں کا تمہیں اللہ کے ہاں حساب دینا ہے۔

۱۴) زمین میں جباروں اور متکبروں کی چال نہ چلو (۱۱)

دعائے ہجرت کی تلقین:

اسی سورہ الاسراء میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو وہ دعا بھی سکھائی جسے دعا ہجرت کہا جا سکتا ہے یعنی **قل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا** (**اسراء آیت ۸۰**) اے نبی دعا کرو کہ مجھ کو جہاں بھی تو لے جا، سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال۔ اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا دے۔

اس دعا کی تلقین سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اب ہجرت کا وقت قریب آ چکا ہے گویا واقعہ اسراء و معراج جناب رسول ﷺ کی مکی زندگی کے اختتام اور مدنی زندگی کے آغاز کا پیش خیمہ ہے۔ یہ اعلان ہے کہ قریش کی سرکشی انتہا کو پہنچ چکی ہے، تمام نصیحتیں اور رحمتیں بے سود ہو چکی ہیں انہوں نے وعدہ الہی کو وفا نہیں کیا، بت پرستی کی اور خانہ کعبہ کو بتوں کی آلائش سے نجس کر دیا ہے، اب نبی وہاں سے ہجرت کریں گے، قریش پر عذاب آئے گا، ان کا اقتدار ختم کر دیا جائے گا، تولیت حرم ان سے چھین لی جائے گی، مکہ فتح ہو گا اور وہاں اسلامی تسلط قائم ہو گا۔ بتوں کی پوجا بند ہو جائے گی اور خدائے واحد کی عبادت کی جائے گی۔ (۱۲)

مقام ہجرت کا دکھایا جانا:

سفر معراج میں جناب رسول ﷺ کو آپ کا مقام ہجرت بھی دکھایا گیا ہے چنانچہ جب آپ براق پر سوار ہو کر مسجد حرام سے روانہ ہوئے تو اس سفر کی پہلی منزل یثرب (مدینہ) کا شہر تھا۔ یہاں اتر کر آپؐ نے نماز پڑھی، جبرئیل نے آپؐ سے کہا، اس جگہ ہجرت کر کے آپ آئیں گے۔ اس کے بعد آپ براق پر سوار ہوئے اور جبرئیل کے ہمراہ اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ (۱۳)

امام بخاری سے روایت میں یہ ذکر ہے کہ جناب رسول ﷺ نے فرمایا کہ "میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک ایسی سرزمین میں ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے درخت کثرت سے ہیں۔ میرا ذہن اس طرف گیا کہ وہ جگہ یمامہ یا ہجر ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شہر یثرب" ہے (۱۴) یوں سفر معراج کے دوران اور پیام معراج کے ضمن میں آپ ﷺ کو ہجرت کی بشارت دی گئی دعا ہجرت کی تلقین کی گئی اور مقام ہجرت پہلے خواب میں اور بعد ازاں مشاہدہ چشم سے دکھایا گیا اس طور سے واقعہ معراج مکی دور کے اختتام اور مدنی دور کے آغاز کا بیان ہے۔

حواشی

۱) ا۔ سید سلیمان ندوی سیرۃ النبی اعظم گڑھ دار المصنفین ۱۳۷۱ھ ص ۴۰۳۔۴۰۷ ج: ۳

۲) سورۃ الانعام: ۷۵۔ سورۃ الاعراف: ۱۴۳

۳) محمد بن سعد الطبقات الکبری بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۹۵۷ء

ص ۲۱۳، ۲۱۴ ج ا۔ بلاذری، انساب الاشراف، مصر دار المعارف ۱۹۵۹ء ص ۲۵۵۔۲۵۷ ج ا

۴) ابن ہشام، سیرت النبی مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی ص ۴۱۳۔۴۱۵ ج: ۳

۵) الصحیح البخاری محولہ بالا ص ۵۰، ۵۱، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۷۱، ۵۷۸، ۵۵۰، ۱۵۵۰ الصحیح مسلم محولہ بالا ۹۱، ۹۳ تا ۹۷

۶) الصحیح البخاری ص ۵۴۸ ج ا، الصحیح المسلم ص ۹۶ ج ا۔ محولہ بالا

۷) الصحیح البخاری ص ۵۵ ج ا۔ الصحیح المسلم ص ۹۱ ج ا محولہ بالا ص ۴۳۴، ۴۳۵ ج ۳

۸) سیرت النبی محولہ بالاص ۴۴۳ ج:۳

۹) بنی اسرائیل:۱۔ابن کثیرص ۳۱۴ ج ۳

۱۰) شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ لاہور اسلامی اکادمی ۱۳۹۵ھ ص ۲۰۶۔۲۰۷ ج:۲

۱۱) بنی اسرائیل :۲۲، ۳۹ سیرت النبی محولہ بالاص ۴۶۷۔۴۷۲ ج:۳، ابوالاعلی مودودی، سیرت سرور عالم لاہور۔
اسلامک پبلیکیشنز ۱۹۷۸ء ص ۶۶۲۔۶۶۷ ج:۲، تفہیم القرآن لاہور مکتبہ تعمیر انسانیت ص ۶۰۸۔۶۱۷ ج:۲

۱۲) ابوعیسی ترمذی، جامع الترمذی، جامع الترمذی کراچی اصح المطابع س ن۔ص ۴۴۸۔

۱۳) ابوعبدالرحمان احمد النسائی، سنن النسائی دہلی مطبعہ مجتبائی ۱۳۱۵ھ ص ۸۷ ج:۱

۱۴) الصحیح البخاری ص ۵۵۱، ۵۵۳ ج ۱ محولہ بالا